

موت کو بھی موت آنی ہے۔
موت پر موت
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ
مصنف
مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی
سعادت اہتمام
محمد اویس رضا قادری
قطب مدینہ پبلشرز

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! عوام اہلِ اسلام موت کا سن کر سکتہ میں آجاتے ہیں اور واقعی ہے بھی وہ ایسی شے کہ اس کے نام سے گھبرانا انسانی فطرت ہے۔لیکن اکثر کو یہ معلوم نہیں کہ یہ شے ہے کیا؟

احادیث مبارکہ میں ہے کہ موت مینڈھے کی شکل میں ہے:

عن ابن عباس انه تعالیٰ خلق الموت فی صورة کبش لایمر بشی الامات وخلق الحیوة فی صورة فرس بلقاء ولاتمر بشی ولایجدرائحته شی الاحی۔

ترجمہ :

’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت کو مینڈھے کی شکل میں پیدا فرمایا ہے وہ جس پر گزرتی وہ مرجاتا ہے اور حیوۃ کو چتکبرا گھوڑے کی شکل میں پیدا فرمایا ہے جس پر اس کا گزر ہوتا یا اس کی بو پہونچتی ہے وہ زندگی پاتا ہے ‘‘۔

فائدہ: حاضروناظر کے منکرین کا اشکال دفع ہو گیا وہ کہتے ہیں کہ حاضروناظر تو صفت خاصہ خدا تعالیٰ ہے۔ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی شانیں اپنی مخلوق میں پیدا فرمائی ہیں اور حضور محبوب خدا ﷺ اللہ عزوجل کی شانِ حق کے مظہر اتم ہیں۔

اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی آیت سے بھی ہوتی ہے۔مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

خلق الموت والحیوة ۔

اللہ تعالیٰ نے موت اور حیات کو پیدا فرمایا۔عربی زبان میں لفظ خلق کا حقیقی اطلاق ذی جسد اشیاء پر ہوتا ہے اور غیر اجساد پر لفظ جعل بولا جاتا ہے اس قاعدہ کی مثال قرآن مجید میں ہے

الحمد للّٰہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وجعل الظلمات والنور ۔

اس آیت میں خلق کا اطلاق ’’السمٰوٰت والارض ‘‘ پر ہے اور جعل کا اطلاق ظلمات ونور پر آیا ہے۔علاوہ ازیں حدیث صحیح

میں ہے قیامت میں موت کو مینڈھے کی شکل میں لا کر کھلے میدان میں اسے ذبح کیا جائے گا۔صرف اس موضوع پر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ لکھا ہے"رفع الصوت بذبح الموت"جو الحاوی للفتاوی،ج۲ص۱۸۱تا ج۲ص ۱۸۳میں ملحق ہے۔فقیر نے ان کے فیض سے یہ رسالہ"موت پر موت"لکھا ہے۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور،پاکستان ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۴۲۴ھ

☆☆☆☆☆☆☆



الحمد للّٰہ و الصلوٰۃ و السلام علی رسول اللّٰہ

نبی پاک شہ لولاک ﷺ کے علم مبارک کی وُسعت کا کیا کہنا آپ نے عالم کائنات کے ذرّہ ذرّہ کی خبر دی یہاں تک کہ موت کی موت (مرنے) کی خبر دے دی چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ

اذادخل اھل الجنّۃ لجنۃ واھل النار النار یؤتی بالموت فی صورۃ کبش اسلح فیوقف بین الجنۃ والنار ویقال للفریقین اتعرفون ھذا فیقولون نعم ھو الموت فیذبح (الحدیث)

جب اہل جنت جنت میں اور اہلِ نار نار میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ موت کو مینڈھے چتکبرے کی صورت میں لا کر جنت و نار کے درمیان کھڑا کر دے گا اور اہل جنت و اہل نار سے کہا جائے گا کیا تم اسے پہچانتے ہو وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔

سوال......موت عرض ہے (جو ہر تو ہے نہیں) جو مستقل ہو کیونکہ جوہر ہی محل (رہنا، سہنا، آنا جانا وغیرہ) کو چاہتا ہے اس لئے کہ وہ قائم بنفسہ ہوتا ہے اور عرض تو قیام وغیرہ کے اعتبار سے غیر کا محتاج ہوتا ہے اسی لئے نہ وہ متالف (مرکب) ہے نہ جسم ہے اور نہ ہی کسی جسم میں تصور کیا جا سکتا ہے پھر اہل جنت و نار اسے کیسے جانیں گے جب کہ انہوں نے پہلے اسے کسی صورت میں دیکھا ہی نہ تھا پھر ان کا موت کی موت (مرنے) سے خوش ہونے کا کیا معنیٰ جب کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے سن چکے اور کُتب آسمانی میں پڑھ چکے کہ جنت میں موت (مرنا) نہیں ہے وہاں تو حیات ہی حیات ہے۔ نیز عقلاً بھی یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی اسی لئے بعض لوگوں نے اس حدیث کا بھی انکار کر دیا ہے۔

جواب......حقیقت مسئلہ کے سمجھنے سے پہلے ایک تمہید ذہن نشین فرمالیں تا کہ وسعت علم مصطفیٰ ﷺ میں کسی قسم کی خلش نہ رہے۔

1......اہل اسلام بالخصوص اہلسنّت قدماء کے نزدیک موت جو ہر ذی جسد شے ہے اسی اصل و قاعدہ پر دور حاضرہ کے اہلسنّت (جنہیں سنّی حنفی بریلوی کہا جاتا ہے) قائم ہیں (تفصیل آئندہ اوراق میں آئیگی)۔(انشاء اللہ تعالیٰ)

لیکن دور سابق میں ایک گمراہ فرقہ (معتزلہ) کا عقیدہ تھا کہ موت عدم محض ہے اس کا کوئی وجود (جسم وغیرہ) نہیں (اسی

قاعدہ اوراصل پر وہابیہ کی بنیاد ہے اس کی مختصر بحث فقیر آگے چل کر عرض کرے گا۔)(ان شاء اللہ تعالیٰ)

2﴾......بعض قدماء اہلسنّت جیسے قاضی ابوبکر بن العربی اور المازری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موت عرض سہی لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں کہ اسے جسم عطا فرمائے جسے اہل جنت کو خوش کرنے کے لئے ذبح کیا گیا کہ آج موت مٹ چکی آئندہ دائمی زندگی بہشت میں چین سے گذرے گی اور ایسی مثالیں احادیث مبارکہ میں بکثرت ہیں مثلاً حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان البقرۃ وآل عمران یجیسآن کانھماغما متان ۔

بے شک سورۃ بقرہ وآل عمران قیامت میں جب آئیں گی تو یوں محسوس ہوں گی گویا وہ دو بادل ہیں۔

فائدہ: حقیقت مسئلہ یہ ہے کہ موت ذی جسد ہے اگرچہ آج ہم نے اسے نہیں دیکھا لیکن قیامت میں تمام اہل جنت واہل نار کو اللہ تعالیٰ اس کی پہچان قلوب میں پیدا فرمائے گا۔(کذا قال القرطبی رحمہ اللہ)

حدیث شریف: مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت کو مینڈھے کی شکل میں پیدا کیا ہے کہ اس کا جس پر گزر ہوتا ہے وہ مرجاتا ہے اور حیات گھوڑے کی شکل پر بنایا ہے کہ جس پر اس کا گزر ہوتا ہے وہ زندہ ہوجاتا ہے ۔(الحاوی للفتاویٰ ،ج ۲ص۱۸۱)

فائدہ: یہ روایت دلیل ہے اس بات کی کہ میت مرتے وقت موت کا مشاہدہ کرتا ہے کہ وہ اس میں حلول کررہی ہے اور اس کی صورت مینڈھے جیسی ہے۔اس معنی پر اشکال نہ رہا۔

نوٹ: یہاں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مضمون رسالہ ''رفع الصوت'' بقدر ضرورت ختم ہوا۔

اعتراف از مخالفین﴾

ابن کثیر نے کہا کہ اس آیت سے علماء کی ایک جماعت نے دلیل پائی کہ موت بھی ایک چیز مخلوق موجود ہے یعنی فنا کا نام نہیں۔اس کے آگے چل کر صاحب مواہب الرحمٰن (وہابی) نے لکھا کہ موت وحیات دو چیزیں مخلوق مجسم ہیں موت ایک مینڈھے کی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جدھر اس کا گزر ہوتا ہے اور جو جاندار اس کی ہوا پاتا ہے وہ مرجاتا ہے اور حیات ابلق مادہ گھوڑی کی صورت ہے اسی پر جبریل علیہ السلام وانبیاء علیہم السلام سوار ہوتے تھے قد اس کا خچر سے چھوٹا اور گدھے سے اونچا ہے اور جہاں تک اس کی نگاہ پہونچتی ہے وہاں قدم پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جدھر اس کا گزر ہوتا ہے اور جو اس کی ہوا پاتا ہے وہ زندہ ہوجاتا ہے اور جس خاک پر اس کا قدم پڑتا ہے اس میں زندگی کی صفت آجاتی ہے

اوراسی خاک کوسامری نے اٹھا کر سونے کے گوسالہ میں ڈال دیا تھا جس سے وہ زندہ جاندار کی طرح بولتا تھا۔اس کی تفصیل آئے گی۔مواہب الرحمٰن صفحہ ۲۔۵ پارہ ۲۹ سورۃ الملک تفسیر مظہری پارہ ۲۹ سورۃ الملک میں ہے کہ

حضرت ابن عباس نے خلق الموت کی تفسیر میں فرمایا:

خلق الموت فی صورۃ کبش املح الایمر بشی ولا یجدریحہ الامات (البغوی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے موت کو مینڈھے کی شکل میں پیدا کیا جب وہ کسی پر گزرتی ہے یا اس کی بُو پہونچتی ہے تو وہ مرجاتا ہے۔

یونہی حیات کے بارے میں ہے کہ

وخلق الحیوۃ فی صورۃ فرس بلقاء انثی وھی التی کان جبرائیل علیہ السلام والانبیاء علیھم السلام یر کبو نھالا یمر بشی ولا یجد ر یحھا شی الانہ حی وھی التی اخذ ھا السامری قبضۃ من اثر ھافالقاھا فی العجل۔

ترجمہ: اوراللہ تعالیٰ نے حیات کو چتکبرا گھوڑی کی شکل میں پیدا کیا یہ وہی گھوڑی ہے جس پر حضرت جبریل اورانبیاء علیہم السلام بھی بیشمار سواری کرتے تھے وہ بھی جس پر گزرتی ہے یا اس کی بو پہونچتی ہے تو اسے زندگی ملتی ہے۔

فائدہ: اس کی تفصیل فقیر نے رسالہ ''بڑھیا کا بیڑا'' میں لکھی ہے اسی میں ہے کہ جب سامری سے سوال ہوا کہ تو نے زیورات کو پگھلا کر بچھیا کیسے بنالیا کہ اس میں ذی روح کی طرح آواز آتی ہے تو اس نے جواب دیا کہ جب فرعون اوراس کے لشکر کوغرق کرنے کے لئے جبریل علیہ السلام گھوڑی پر سوار ہو کر آئے تو میں دیکھتا رہا کہ وہ گھوڑی جس خشک ویران جگہ پر پاؤں رکھتی ہے تو اس سے سبزہ اُگ آتا ہے میں نے سمجھ لیا کہ اس گھوڑی میں روح ڈالنے کی تاثیر ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ

قال فما خطبک یٰسامری ۝ قال بصرت بمالم یبصروا بہ فقبضت قبضۃ من اثر الرسول فنبذتھا و کذلک سولت لی نفسی ۝

ترجمہ: اب تیرا کیا حال اے سامری، بولا میں نے وہ دیکھا جولوگوں نے نہ دیکھا تو ایک مٹھی بھرلی، فرشتے کے نشان سے پھر اسے ڈال دیا اور میرے جی کو یہی بھلا لگا۔

اس کی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ ''بڑھیا کا بیڑا'' میں پڑھئے۔

احادیث مبارکہ: حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں لکھا کہ

۱……صحیحین میں ھے :عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما قال قال النبی ﷺ اذا صار اهل النار الی النار جئی بالموت حتی یجعل بین الجنة و النار ثم یذبح ثم منادی یا اهل الجنة لاموت ویا اهل النار لاموت فیز دا داهل الجنة فرحاً ای فرحهم ویزداد اهل النار حزنا ای حزنهم ۔

ترجمہ: جب دوزخی دوزخ میں جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو منادی ندا دیگا اے جنتیو! اب کوئی موت نہیں آئے گی یونہی اہل نار کو ندا دی جائے گی اے دوزخیو! اب کوئی موت نہیں اس ندا سے اہل جنت بہت خوش ہو جائیں گے اور دوزخی غم اور حزن سے محزون و مغموم ہو جائیں گے۔

۲…… عن ابی سعید رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یوتی بالموت فی کبش املح ۔۔۔ الخ ۔

یہ روایت مذکورہ روایت کے مطابق ہے۔

عن ابی هریرة رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یوتی بالموت ۔۔۔ الخ (رواہ الحاکم وصحیحه)

یہ روایت بالا کی طرح ہے۔

اس طرح کے مضامین تفاسیر میں ہیں مثلاً روح البیان، مواہب الرحمٰن، روح المعانی۔

بیضاوی وغیرہ وغیرہ

دیکھئے تفصیل مزید فقیر کا ترجمہ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان۔

عقیدہ

دور سابق میں موت وحیات کے جوہر یا عرض وجود یا عدم کی بحثیں طول پکڑ گئیں وہ علمی دور تھا اس سے عوام وخواص کو فائدہ ہوتا تھا۔ دور حاضرہ میں ان بحثوں کی ضرورت نہیں اسی لئے اس کی تفصیل تطویل لا فائدہ ہے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

فمذهب السلف الوقوف عن الخوض فی معناہ و الایمان به وتفویض علمه الی اللّٰہ تعالیٰ کما فی سائر المتشابهات ، کذا نقل السیوطی رحمه اللّٰہ تعالیٰ عن الحکیم الترمذی رحمه اللّٰہ تعالیٰ

(تفسیر مظہری صفحہ ۲۰، پ ۲۹)

سلف صالحین رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں غور وخوض میں توقف بہتر ہے جیسے دوسرے متشابہات میں، اس کا علم اللہ تعالیٰ کو سپرد کیا جائے اور ایمان ہو جیسے اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ جانتا ہے۔

اس بحث کو یہاں ختم کر کے چند امور موت کے بارے میں عرض کردوں تا کہ اہل اسلام اس سے استفادہ واستفاضہ فرمائیں۔

موت کی حقیقت از روئے شریعت

موت کے لئے یہ معنی پھیلا دیا گیا ہے کہ مر مٹنے کا نام موت ہے یہ غلط ہے بلکہ یہی معنیٰ کفار ومشرکین کا بیان کردہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد آیات میں ان کا مقولہ دُہرایا کہ:

(۱) قالوا أیذا متنا وکنا ترابا۔

ترجمہ: کافروں نے کہا کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی۔ اور فرمایا:

(۲) قالوا ائذا ضللنا فی الارض ائنا لفی خلق جدید (پ۲۱، السجدہ)

ترجمہ: کافروں نے کہا کیا جب مٹی میں مل جائیں گے کیا ہم ایک نئی تخلیق میں ہوں گے۔

فائدہ: مر کر مٹی میں ہونے کا نظریہ اسماعیل دہلوی نے پیش کیا وہ یہی کافرانہ، مشرکانہ عقیدہ کی ترجمانی ہے۔ فافہم وتدبر۔

موت کی لغوی تحقیق

قرآن مجید کے لغات کے محقق حضرت امام راغب اصفہانی نے فرمایا کہ:

موت کی چھ اقسام ہیں

(۱) زوال قوتِ نامیہ جیسے یحی الارض بعد موتھا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ زمین کو ویرانگی کے بعد آباد فرماتا ہے۔

(۲) زوال قوتِ حاسہ جیسے۔ یلیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا۔

ترجمہ: کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور ہوتی میں بھولی بسری۔

(۳) زوال قوۃِ عاقلہ جیسے انک لا تسمع الموتی الکفار۔

ترجمہ: بیشک تم مردوں کو نہیں سنا سکتے یعنی کافروں کو۔

(۴) بمعنی نیند کر اللہ یتوفی الانفس حین موتھا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نفوس کو فوت کرتا ہے ان کی نیند کے وقت۔

(۵) بمعنی شدائد ومصائب جیسے الموت ای جاء التکالیف۔

ترجمہ: موت آگئی یعنی تکالیف نے گھیرلیا۔

(۶) بمعنی ابانة الروح عن الجسم جیسے کل نفس ذائقة الموت۔

ترجمہ: ہرنفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔

کفار کا عقیدہ

ان کا عقیدہ اوپر مذکور ہوا ان کا عقیدہ معتزلہ نے اپنایا اس دور میں اہلسنّت نے ان کی خوب تردید کی، ہمارے دَور میں اسی عقیدہ پر زور دیا جارہا ہے جس سے ہزاروں مسائل میں اختلاف کھڑے ہوگئے ہیں۔ تفصیل فقیر کی کتاب ''ابلیس تادیوبند'' میں ہے۔

اہلسنّت کے نزدیک موت کا معنیٰ

وفاء الوفاء، ج ۴ صفحہ ۲۳۲ میں علامہ سمہودی ودیگر اہلسنّت علماء نے موت کا معنیٰ لکھا ہے۔

ان الموت لیس عبارة عن انعدام الروح وانعدام ادرا کہا۔۔۔ الخ۔

موت روح اوراس کے ادراک کے مٹنے کا نام نہیں۔

اس کے بعد لکھتے ہیں ویدل علیہ آیات کثیرة واخبار کثیر ةاس پر کثیر آیات واحادیث دلالت کرتی ہیں۔امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قال العلماء الموت لیس بعدم محض ولافناء صرف وانما ھوا نقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقة وحیلولة بنھماوتبدل حال وانتقال من دارالی دار (شرح الصدور)

ترجمہ: علماء کرام نے فرمایا کہ موت کے یہ معنی نہیں کہ آدمی محض نیست ونابود ہوجائے بلکہ وہ تو یہی روح بدن کے تعلق چھوٹنے اوران میں حجاب وجدائی ہوجانے اورایک طرح کی حالت بدلنے اورایک گھر سے دوسرے گھر چلے جانے کا نام ہے

فائدہ: تعلق چھوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے روح جسم میں اسی تھی اب نہ ہوگی اہلسنّت کا مذھب یہی ہے کہ روح کو موت کے بعد بدن سے ایک تعلق واتصال رہتا ہے۔ یہ عام موت کا حال ہے اولیاء کرام کے بارے میں حضرت علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

لافرق لھم فی الحالین ولذاقیل اولیاء اللّٰہ لایموتون ولکن ینقلبون من دارالی دار (مرقات شرح

مشکوٰۃ)

اولیاء کی دونوں حالتیں (حیات وممات) میں کوئی فرق نہیں اسی لئے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

موت کا معنی اور اس کا فرق عند اہل الاسلام واہل الکفر سمجھ لیا اس سے واضح ہوا کہ اہلسنّت کے عقائد ومسائل مبنی برحق اور مخالفین اور ان کے ہمنوا فرقوں کے عقائد ومسائل مبنی بر باطل ہیں۔ مثلاً

(۱) اموات کا سننا (سماع موتی)

(۲) ان کا حالات سے باخبر ہونا

(۳) ان کا دعا کرنا

(۴) دور وقریب سے مدد کرنا (تصرف کرنا)

(۵) انبیاء علیہم السلام حقیقۃً اور اولیاء کرام واہل ایمان وغیرہم کا مجازاً زندہ ہونا

(۶) ان کو زندوں کی طرح سے ہدایا تحائف بطریق ثواب پہنچانا وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام مسائل اہلسنّت کے نزدیک حق وصحیح ہیں لیکن مخالفین کہتے ہیں اموات سے استمداد اور ان کے لئے ایصال ثواب اور اس کے تمام طریقے مثلاً اعراس اور گیارہویں اور تیجہ، چہلم، جمعراتیں، سالانہ اور دیگر وہ مسائل جو اہل اموات سے متعلق ہیں۔ ہم جواز کے قائل ہیں۔ ہم اہلسنّت الحمدللہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور مخالفین کو معتزلہ کی وراثت میں اختلاف نصیب ہوا ہے۔

اہلسنّت ومعتزلہ کا فرق

اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ موت کے بعد زندوں اور مردوں کا رابطہ نہیں ٹوٹتا اور معتزلہ کہتے ہیں کہ موت کے بعد انسان مرمٹ جاتا ہے عالم برزخ نام کی کوئی شے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بعد موت دعا ودرود وغیرہ کے قائل نہ تھے ان پر قدماء اہلسنّت نے یہ مقولہ مشہور کر رکھا تھا:

ے مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود

اس پر خوب بحثیں ہوئیں اور ہو رہی ہیں فقیر چند دلائل اہلسنّت کے عرض کرتا ہے۔

احادیث مبارکہ

مرنے کے بعد مردے کا پہچاننا:

(۱) قال ابو سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ سمعت رسول اللّٰہ ﷺ ان الميّت يعرف من يغسله ومن يحمله ومن يدليه فی قبره۔

فائدہ: اسی حدیث کے مطابق ہم اولیاء کرام کو دُور سے پکار کر اپنی دعاؤں کا وسیلہ بناتے ہیں کہ میت قبر میں چلے جانے کے بعد حواسِ ظاہرہ میں ادراک قوی حاصل کر لیتی ہے۔ دیکھئے عام میت کا جسم تو قبر میں ہے لیکن روح اعلیٰ علیین میں اگر مومن ہے تو اور اگر کافر ہے تو سجین میں جس کی مسافت ہزاروں سالوں کی مسافت ہے، مگر میت کو سب کچھ معلوم ہے اور اولیاء اللہ کو تو اور زیادہ ادراک حاصل ہونا چاہیے اور حضرات انبیاء کرام اور پھر سرور انبیاء ﷺ کا کیا کہنا۔ چنانچہ علامہ علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بخلاف روح المؤمن فانهات فی ملکوت السمٰوٰت والارض وتسرح فی الجنة حيث تشاء وتاوی الی قناديل تحت العرش ولعلها تعلق ايضاً بجسده تعلقا کليا بحث يقرؤ ويصلی فلا يشکل شئ بالآيات

(مرقاۃ، ج ۲، ص ۳۳۵)

ترجمہ: بخلاف مؤمن کی روح کے کہ وہ ملکوت السمٰوٰت والارض اور جنت کی سیر کرتی ہے اور جہاں چاہتی ہے چلی جاتی ہے وہ جسم (مثالی) کے ساتھ عرش کے ساتھ معلق ہوتی ہے وہاں تلاوت کرتی ہے اور نماز پڑھتی ہے اس میں آیات قرآنی کی رُو سے کوئی اشکال نہیں۔

فائدہ: اس سے اللہ والے مراد ہیں جو اپنے مزارات میں رہ کر ملکوت السمٰوٰت والارض اسی طرح بہشت بلکہ عرش تک جائیں۔ لیکن جاہل لوگ اللہ والوں کو مقید سمجھتے ہیں۔

سماع موتیٰ

(۲) دفنانے کے بعد یہ تصور ہی غلط ہے کہ مٹی اوپر ہے فلہذا جیسے ہم کسی شے کے حائل ہونے پر کچھ دیکھ سن نہیں سکتے وہ بھی ایسے ہوں گے یہ تصور اسلامی نہیں بلکہ جاہلانہ خیال ہے اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے:

یسمع قرع نعالهم (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ) وہ تمہارے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے اور غزوۂ بدر میں حضور ﷺ نے کفار کو ان کے گڑھوں میں جس میں وہ مدفون ہیں مخاطب ہو کر فرمایا ''کیا وعدۂ الٰہی حق ہے یا نہ۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ آپ ڈھیلوں سے باتیں کر رہے ہیں؟ فرمایا وہ تم سے بھی زیادہ سن رہے ہیں''۔ (ملخصاً)

اور بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے حجرے میں حضور ﷺ مدفون ہوئے اور پھر میرے والد ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ تو میں بلا پردہ مزارات کی حاضری دیتی لیکن جونہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے تو پردہ کرکے جاتی ۔(ملخصاً، بخاری وغیرہ)

بتائیے اگر مٹی حائل ہوتی تو بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا پردہ کرنے کا کیا معنیٰ؟

(۳) اب دنیا میں بھی امور رُوح سے طے ہورہے ہیں۔ مرنے کے بھی روح سے جملہ امور متعلق ہیں مثلاً اندھے کی آنکھ کیوں نہیں دیکھتی، بہرہ کیوں نہیں سنتا، گونگا کیوں نہیں بولتا، لنگڑے کی ٹانگ کیوں نہیں چلتی، لنجے کا ہاتھ کیوں نہیں ہلتا، اسی لئے نا کہ ان میں رُوح کے جلوے نہیں یہی حال موت کے بعد کا ہے کہ ہمارے عقیدہ کے مطابق روح سنتی ہے نہ کہ جسم اور جن آیات "انك لا تسمع الموتیٰ" وغیرہ میں نفی ہے تو اس جسم خاکی کے لئے نہ کہ روح کے لئے ورنہ بیشمار آیات واحادیث کا انکار لازم آئے گا۔ مثلاً احادیث وروایات میں ہے:

(۱) بعد موت عقل وہوش رہتا ہے

(۲) موت کے بعد روح آسمانوں پر جاتی ہے

(۳) رب تعالیٰ کے حضور روح سجدہ کرتی ہے

(۴) روح فرشتوں کو دیکھتی ہے

(۵) ان کی باتیں سنتی ہے

(۶) ان سے باتیں کرتی ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

یہ ایک مسلّم حقیقت ہے جس کا نہ سابق دور میں کسی کو انکار تھا نہ دور حاضرہ میں کسی مدعی اسلام کو انکار ہے کہ انسان کی روح نہیں مرتی وہ جیسے عالم بالا سے جلوۂ ربانی کی حیثیت انسان کے بدن میں آئی ویسے ہی جسم سے نکل کر عالم بالا میں چلی گئی اور کافر کی روح سجین میں مقید ہوگئی۔ اس کی تحقیق فقیر کے رسالہ "روح نہیں مرتی" میں پڑھئے۔

عام انسان کی روح جسم سے نکل جانے کے باوجود (علیین میں ہو جیسے اہل ایمان کی روح یا سجین میں جیسے کفار کی روح) قبر میں پڑے ہوئے جسم سے قوی رابطہ رہتا ہے جیسے بجلی کا کرنٹ، کہ جونہی قبر پر جانے والا جاتا ہے اور اسے سلام کرتا ہے تو روح اسے جانتی پہچانتی اور سلام کا جواب دیتی ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "روح جانتی پہچانتی ہے"۔

مرنے کے بعد اجسام کی کیفیت

اہلسنّت کے نزدیک انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے اجسام مبارکہ مع الروح حیاۃ حسّی حقیقی کے ساتھ مزارات میں زندہ موجود ہوتے ہیں ان پر موت کا ورود ہوا لیکن صرف ایک آن کے لئے پھر ان کی ارواح ان کے اجسام میں واپس تشریف لاتی ہیں۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے حدائق بخشش میں فرمایا

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

اس کی مفصل شرح فقیر کی تصنیف ''الحقائق فی الحدائق جلد نمبر ۱۰'' میں پڑھیے۔ مخالفین تمام انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ برزخی کے قائل ہیں بلکہ ان کے بعض اتنا بے باک ہیں کہ کھلم کھلا کہہ دیتے ہیں کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ (معاذ اللہ)

احادیث حیات الانبیاء (علیہم السلام)

۱)......حدیث شریف بخاری ومسلم میں اس طرح ہے:

قال رسول اللہ ﷺ من رانی فی المنام فسیر انی فی الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان بی۔

حضور ﷺ نے فرمایا جس نے سوتے میں میری زیارت کی تو عنقریب جاگتے میں بھی میری زیارت سے مشرف ہوگا۔ شیطان کوشش کے باوجود بھی میری شکل اختیار نہیں کرسکتا ہے۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۳۵۔ مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۲)

فائدہ: یہ حدیث اپنے مفہوم میں اتنی واضح ہے کہ اس کا انکار صرف وہی شخص کرے گا جس کے دل پر مہر لگ چکی ہوگی۔

اس حدیث شریف سے چھ باتیں ثابت ہوئیں۔

۱ شیطان عالم خواب اور بیداری میں حضور ﷺ کی شکل اختیار نہیں کرسکتا ہے۔

۲ سوتے اور جاگتے میں جس نے حضور ﷺ کی زیارت کی۔ وہ حضور ہی کی زیارت سے مشرف ہوا۔ کسی خبیث جن یا شیطان کو اس نے نہیں دیکھا۔

۳ یہ فرمانِ عالی تمام امتِ مسلمہ کے لئے نوید اور بشارت ہے۔ چاہے وہ صحابہ کرام ہوں یا پندرہ سو سال بعد آنے والا امتی۔ کیونکہ سرکار ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے میرے صحابہ یہ فرمان صرف تمہارے لئے ہے۔ تمہارے بعد والے امتیوں کے لئے نہیں۔

۴ جس نے سرکار ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو سرکار ﷺ کو اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ وہ میری زیارت کر رہا ہے۔ اسی لئے تو جاگتے میں بھی اس کو اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔

۵ یہ حدیث حیات النبی کی بہت بہترین دلیل ہے کہ قبرانور میں جانے کے بعد بھی جہاں چاہنا اور جس کو چاہنا زیارت کروادینا یہ حضور ﷺ کے لئے ممکن ہی نہیں بلکہ ثابت بھی ہے جیسا کہ بے شمار بزرگانِ دین کے واقعات مشہور اور برزبانِ خلقِ خدا ہیں۔

۶ یہ نہیں فرمایا کہ جس نے خواب میں میری زیارت کی تو جاگتے میں فقط ایک مرتبہ ہی میری زیارت سے مشرف ہوگا بلکہ مفہوم حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جس نے خواب میں ایک مرتبہ زیارت کرلی تو جاگتے میں اسے ضرور زیارت نصیب ہوگی۔اب یہ سرکار ﷺ کے کرم پر منحصر ہے کہ جاگتے میں کتنی مرتبہ زیارت کرواتے ہیں۔

۷ جب حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تمہارا صلوٰۃ وسلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور میں اسے سنتا ہوں اور اس کا جواب بھی دیتا ہوں تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ سرکار ﷺ کیا بعد الوصال بھی؟ (آپ ہمارے درود وسلام کو ملاحظہ فرمائیں گے) تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللّٰہ عزوجل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء صلواۃ اللّٰہ علیھم ۔

ترجمہ: بیشک اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔

(ابوداؤد ص ۱۵ ج ا، مسند امام احمد ص ۸ ج ۴)

قابل توجہ امر یہ ہے کہ روح بھی سنتی ہے اور برزخی حیات کا تعلق بھی درحقیقت روح کے ساتھ ہوتا ہے۔اگرچہ جسم گل سڑ بھی کیوں نہ جائے لیکن روح باقی رہتی ہے۔اس لئے صحابہ کرام کے جواب میں حضور ﷺ فقط اتنا بھی فرماسکتے تھے کہ ہاں میں تمہارے صلوٰۃ وسلام کو سنوں گا۔یعنی میری روح سُنے گی مگر ان کے جواب میں یہ فرمانا کہ اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قبرانور میں جانے کے بعد انبیاء کرام کی حیات فقط برزخی نہیں بلکہ دنیاوی وجسمانی بھی ہے اور وہ اپنے کانوں سے سنتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام صحیح وسالم رہنے پر احادیث صریحہ دال ہیں جن کا کسی طرح انکار نہیں کیا جاسکتا۔

صحابہ واولیاء کے اجسام

احادیث

صحابہ کرام اور اولیاء کرام کا معاملہ تو ان کے اجسام میں سے جس کو اللہ تعالیٰ باقی رکھنا چاہے وہ اس پر قادر ہے۔

۱ کتاب الجنائز بخاری جلد اوّل میں ہے:

عن عروۃ بن زبیر لما سقط علیھم الحائط فی زمان الولید بن عبد الملك اخذ وانی بناء ہ فیدت لھم قدم ففزعوا وظنوا نھاقدم النبی ﷺ فما وجدوا احدا یعلم ذالك حتی قال لھم عروۃ لاواللّٰہ ماحی قدم النبی ﷺ ماھی الاقدم عمر ۔

(بخاری شریف ص ۱۸۶)

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں جب حضور ﷺ کے حجرے کی دیوار گر گئی تو وہ حضرات اس کو بنانے لگے انہیں ایک قدم نظر آیا (پنڈلی گھٹنے تک) تو وہ گھبرا گئے اور انہوں نے گمان کیا کہ یہ نبی پاک ﷺ کا قدم انور ہے تو اس وقت انہیں کوئی بھی ایسا شخص نہ ملا جو اس حقیقت حال سے آگاہ کر سکتا۔ یہاں تک کہ حضرت عروہ بن زبیر جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے انہوں نے فرمایا کہ قسم بخدا یہ نبی پاک ﷺ کا قدم پاک نہیں ہے بلکہ یہ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک ہے۔

فوائد الحدیث

۱ حضور ﷺ کی قبر انور حجرے میں ہے اور آپ زندہ بحیات حقیقی ہیں۔ صحابہ تابعین حضرات کا یہ کہنا کہ نبی پاک ﷺ کا قدم انور ہے۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ سرکار ﷺ کی جسمانی حیات کے قائل تھے۔

۲ یہ واقعہ ولید بن عبدالملک کے زمانے کا ہے جو حضور ﷺ کے چھہتر سال بعد اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے تریسٹھ سال بعد خلیفہ بنایا گیا تھا۔ اتنے برس گزر جانے کے بعد بھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک میں ذرا سا بھی تغیر و تبدل نہ ہوا۔ اور حضرت عروہ بن زبیر فوراً پکار اٹھے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک ہے حضور کا نہیں۔

۳ حضور ﷺ کی ذاتِ والا صفات تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہاں تو سرکار ﷺ کے خلیفہ دوم کا جسم تک صحیح سالم ہے چہ جائیکہ سرکار ﷺ کے جسم انور کے متعلق بیہودہ اور لغوبات بکی جائیں۔

لطیفہ عجیبہ

حضرت غزالی زمان علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں مسجد نبوی شریف میں نجدیوں کی

جماعت کے بعد اپنے خود نماز پڑھ رہا تھا فراغت کے بعد مجھ سے ایک عربی نے کہا کیا آپ نے نماز لوٹائی ہے میں خاموش ہوگیا۔اس نے خود کہا کہ میں نے لوٹائی ہے۔میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا کہ اس امام کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کا جسم قبر میں ہے اور روح اعلیٰ علیین میں یہ گمراہ امام ہے اس نے کہا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جسم کو مٹی کھا گئی (معاذ اللہ) گویا وہ بدترین نجدی تھا۔

عن عبدالرحمن ابن ابی صعصعة انه بلغه ان عمروبن الجموح وعبداللّٰہ بن عمرو الانصار یین السلمیین کاناقد حفرا لسیل من قبر یهما و کان قبرا هما مایلی السیل و کاافانی قبر واحد وهما ممن استشهد یوم احد فحفر عنهما لیغیرا من مکانهما فوجد الم یتغیرا کانهما ماتا بالامس و کان احدهما قد جرح فوضع یده علیٰ جرحهٖ فدفن وهو کذالك فامبطت یده عن جرحه ثم ارسلت فرجعت کما کانت و کان بین احد وبین یوم حفر عنهما ست اربعون سنة ۔

(موطاامام مالک ص ۴۸۲)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمان بن ابی صعصعہ فرماتے ہیں کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ قبیلہ بنوسلم کے انصاری صحابہ میں سے حضرت عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو کی قبر کے بعض حصہ کو سیلاب بہالے گیا اور یہ دونوں ایک ہی قبر میں تھے یہ دونوں حضرات جنگ اُحد میں شہید ہوئے تھے ان کی قبر کو کھودا گیا تا کہ ان کی قبر کسی دوسری جگہ بنائی جائے تو ان کو اس حالت میں پایا گیا کہ گویا کل ہی ان کا وصال ہوا ہے۔ان میں سے ایک زخمی تھے۔انہوں نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھ لیا تھا۔اور اسی حالت میں دفن کردیئے گئے تھے پھر ان کا ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا اسے پھر چھوڑا گیا تو وہیں لوٹ آیا جہاں پہلے تھا۔جنگ اُحد اور ان کی قبر کھودنے کے درمیان چھیالیس سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ (موطاامام مالک صفحہ ۴۸۲)

فوائد الحدیث

۱)......یہ واقعہ غزوۂ احد کے چھیالیس سال اور حضور ﷺ کے وصال کے اڑتیس سال بعد ظہور پذیر ہوا۔اس وقت بھی لوگوں کا عقیدہ یہی تھا کہ ان اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجساد صحیح سالم ہوں گے تبھی تو ان کے جسموں کو کسی اور جگہ رکھنے کے لئے ان کی قبر کو کھودا۔

۲)......شہداء احد کی قبریں اتنی واضح کر کے بنائی گئی تھیں کہ چھیالیس سال بعد ان کی قبروں کے نشان نمایاں تھے کہ انہیں پہچان لیا گیا۔

۳)......صحابی کے ہاتھ کو ہٹائے جانے کے باوجود اس کا واپس اسی جگہ آجانا ان کی جسمانی حیات کی واضح دلیل ہے۔

۴)......ان کا جسم عام لوگوں کے جسم کی طرح نہ اکڑا اور نہ گلا سڑا۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

انسان کا قبر میں تلاوتِ قرآن مجید کرنا

ترمذی شریف "باب فضائل القرآن" میں ہے:

عن ابن عباس قال ضرب بعض اصحاب النبی ﷺ خباء ہ علی قبر وھو لا یحسب انہ قبر فاذا قبر انسان یقراء سورۃ الملك حتی ختمھا فاتی النبی ﷺ فقال یارسول اللّٰہ انی ضربت خبائی علیٰ قبر وانا لا احسب انہ قبر فاذا فیہ انسان یقراء سورۃ الملك حتی ختمھا فقال النبی ﷺ ھی المانعۃ ھی المنجیۃ تنجیہ من عذاب القبر (ترمذی شریف۔ باب فضائل القرآن ج ۲ ص ۱۱۷)

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ کسی صحابی نے ایک قبر کے اوپر خیمہ لگایا۔ انہیں گمان نہ تھا کہ یہ قبر ہے پس وہ ایک انسان کی قبر تھی تو اس انسان نے مکمل سورۂ ملک کی تلاوت کی۔ وہ صحابی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے ایک قبر پر خیمہ لگایا اور مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ پس سرکار ﷺ! اس میں تو انسان ہے جس نے مکمل سورۂ ملک کی تلاوت کی۔ پس نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سورۂ ملک عذابِ قبر کو روکنے اور نجات دلانے والی ہے۔

فوائد الحدیث

۱۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ قبر میں جانے کے بعد تلاوتِ قرآن مجید ممکن ہے تبھی تو انہیں یہ گمان نہ گذرا کہ کوئی جن یا فرشتہ تلاوت کررہا ہوگا بلکہ انہوں نے انسان ہی کا ذکر کیا۔

۲۔ حضور ﷺ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ قبر میں جانے کے بعد تلاوتِ قرآن مجید کیونکر ممکن ہے؟ بلکہ اس صحابی کا قول کہ قبر میں انسان تھا۔ برقرار رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سورۂ ملک عذابِ قبر سے نجات دلاتی ہے۔

۳۔ عذاب دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور عذابِ قبر سے نجات دلانے والی سورۃ قرآن مجید ہے تو یہ کہنا کیونکر جائز ہوگا کہ اللہ کسی کو عذاب میں مبتلا فرمائے تو حضور ﷺ بھی بارگاہِ ایزدی میں سفارش فرما کر اسے عذاب سے نجات نہیں دلا سکتے اگر سورۃ نجات دلا سکتی ہے تو حضور ﷺ اس سے اولیٰ تر ہیں۔

۴۔ مذکورہ بالا حدیث سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اپنی قبروں میں جانے کے بعد صرف برزخی اور روحانی حیات سے ہی موصوف نہیں ہوتے بلکہ جسمانی حیات بھی ان میں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ سُنتا، بولنا، پڑھنا اور حرکت کرنا جسمانی حیات کے لوازمات میں سے ہیں۔ پس اللہ کے بیشمار برگزیدہ بندے اس صفت سے موصوف ہوتے

ہیں۔

آیت اِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتیٰ کے جوابات

اس آیت سے متعلق بعض لوگوں نے ایسا کلام کیا جس کی حقیقت حباب اور سراب سے زیادہ بے وقعت ہے مثلاً آیت مذکورہ کا ترجمہ اس طرح کیا گیا۔ ''بیشک آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے۔'' لیکن کسی صاحب شعور سے یہ بات مخفی نہیں کہ ''لَاتُسۡمِعُ الۡمَوۡتیٰ'' آپ

مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔ میں ''سکتے'' کسی بھی لفظ کا ترجمہ نہیں کیونکہ ''تُسۡمِعُ'' جس کا مصدر ''اسماع'' ہے اس کا معنی ''سنا سکنا'' نہیں بلکہ ''سنانا'' ہے۔ پس آیت کریمہ کا ترجمہ یوں ہوا:

''یقیناً آپ مُردوں کو نہیں سناتے'' اور اس ترجمے پر کسی قسم کا اعتراض نہیں۔

تحریف قرآن

مزید برآں یہ کہ آیت کافروں کے لئے نازل ہوئی لیکن اسے مومنین پر چسپاں کرنے کی بھیانک سازش کی گئی۔ آپ خود سورۂ نمل کی آیت نمبر ۸۰،۸۱ کو ملا کر پڑھیں تو بات واضح ہو جائے گی کہ نہ سنانا کافروں کے لئے ہے اور مومنین کے لئے سنانا ثابت ہے آیات ملاحظہ ہوں۔

انك لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولو مدبرین وما انت بھا دالعمی عن ضلا لتھم ان تسمع الا من یومن بایتنا فھم مسلمون ۔

(سورہ نمل، آیت ۸۰،۸۱)

بے شک آپ نہیں سناتے مردوں کو اور نہیں سناتے بہروں کو پکار۔ جب وہ پیٹھ پھیرے جا رہے ہوں اور نہ آپ راہ پر لانے والے ہیں اندھوں کو ان کی گمراہی سے آپ نہیں سناتے مگر ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں تو وہی مسلمان ہیں۔

فائدہ: دیکھنا یہ ہے کہ آیات زندہ لوگوں سے متعلق ہیں یا مردہ سے اگر کہا جائے کہ ان آیات میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اس دارِ فانی سے رحلت کر کے عالم برزخ میں پہنچ گئے تب یہ آیات انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے لئے بعد الممات سُننے کا ثبوت فراہم کر رہی ہیں۔ وہ اس طرح کہ ان آیات میں دو قسم کے لوگوں کا بیان ہوا ایک وہ جنہیں سنانا ثابت نہیں اور وہ کافر ہیں۔ دوسرے وہ حضرات ہیں جن کے لئے سنانا ثابت ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

پس اہلِ حق کا بھی یہی کہنا ہے کہ انبیاء و اولیاء کی قبور پر حاضر ہو کر ان سے گذارشات کرنا بالکل جائز ہے کیونکہ قرآن مجید

میں مومنین کے لئے سنانا ثابت ہے۔اس لئے وہ ہماری پکار ملاحظہ فرماتے ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ ان آیات میں ان لوگوں کا بیان نہیں جو حقیقتاً اس دنیا سے کوچ کر گئے بلکہ کافروں کو مردہ بہرے اور اندھوں سے تعبیر کر کے یہ بات واضح کر دی کہ یہ لوگ احکام الٰہی اور فرامین رسول کبریاً سے نافرمانی اور روگردانی میں مُردوں، اندھوں اور بہروں کی مانند ہو چکے ہیں کہ انہیں حق کی پکار کسی طرح بھی نافع نہیں تو ہمارا کلام ان آیات سے متعلق نہیں کیونکہ ہمارا کلام تو اس بارے میں ہے کہ انبیاء و اولیاء قبروں میں جانے کے بعد بھی سنتے ہیں۔حالانکہ یہ آیات زندہ لوگوں سے متعلق ہیں۔پس دونوں صورتیں ہمارے مدعا کے خلاف نہیں یعنی اگر آیات زندہ کے بارے میں ہوں تو ہمارا کلام اس میں نہیں۔اگر مردہ سے متعلق ہوں تو مسلمانوں کے لئے سنانا ثابت ہے۔

آیت : وما انت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذیر کے جوابات

ترجمہ: آپ انہیں سنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں۔آپ تو فقط ڈرانے والے ہیں۔

ان آیات کا مفہوم غلط بیان کر کے امت مسلمہ کو دھوکے میں ڈالا گیا۔کوئی بھی صاحب عقل و خرد اس بات سے بیگانہ نہیں کہ جہاں حضور ﷺ کے بارے میں یہ فرمان ہے:

''آپ تو ڈرانے والے ہیں''۔اس کا تعلق مُردوں سے نہیں ہوگا کیونکہ ڈرانے کا تعلق انہی لوگوں سے ہے جو اس دنیا میں موجود ہیں اور جو اس دنیا سے چلے گئے انہیں جہنم سے ڈرانا بے فائدہ اور بے معنی ہے۔پس آپ ان آیات کو پڑھ کر یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہاں پر بھی زندہ کافروں کو ہی مردہ اور اہل قبور سے تعبیر کیا گیا ہے۔آیات ملاحظہ ہوں:

وما یستوی الاحیاء ولاالا موات ان اللّٰہ یسمع من یشاء وماا نت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذیر۔(سورۃ فاطر آیت ۲۳۔۲۲)

ترجمہ: زندہ اور مردے برابر نہیں۔بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور آپ انہیں سنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں۔آپ تو فقط ڈرانے والے ہیں۔

آیات مذکورہ سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ جن لوگوں کو ڈرانے کا ذکر ہوا یہ وہی لوگ ہیں جن سے سنانے کی نفی ہوئی اور ڈرایا زندہ کو جاتا ہے نہ کہ مردہ کو تو نتیجہ یہ نکلا کہ سنانے کی نفی بھی زندہ لوگوں سے متعلق ہوئیں تو یہ ہمارے مؤقف کے خلاف نہیں کیونکہ ہم ان لوگوں سے متعلق گفتگو کر رہے ہیں جو اس دارِ فانی سے رحلت کر گئے۔حالانکہ یہ آیات زندہ لوگوں سے متعلق ہیں۔الحاصل یہ دونوں آیات ہمارے مدعیٰ کے خلاف نہیں۔

رہا یہ اعتراض کہ زندہ سے سنانے کی نفی کس طرح تو اس بارے میں عرض ہے کہ یہاں پر سنانے سے مراد یہ نہیں کہ وہ فقط

کانوں سے سن لیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے دل بھی اس حق کی پکار کو قبول کریں۔ چونکہ جن لوگوں کے دلوں پر مہر لگ چکی ان حضرات میں حق بات قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رہتی۔ جیسا کہ سورۂ اعراف میں ہے:

ولقد ذرانا لجهنم كثيرا من الجن والانس لهم قلوب لايفقهون بها ولهم اعين لايبصرون بها ولهم اٰذان لايسمعون بها اولئك كالانعام بل هم اضل اولئك هم الغفلون ۔ (الاعراف آیت ۱۷۹)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور انسان پیدا کئے۔ ان کے دل ہیں جن سے وہ نہیں سمجھتے اور ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ نہیں دیکھتے اور ان کے کان ہیں جن سے وہ نہیں سُنتے۔ وہ لوگ چوپائیوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے زیادہ گمراہ وہی غفلت میں مبتلا ہیں۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نہ سمجھنا، نہ دیکھنا، نہ سُننا اور چوپائیوں کی طرح ہوجانا بلکہ ان سے بھی زیادہ گیا گذرا ہونا یہ تمام امور ان کافروں کے لئے اللہ نے ثابت فرمائے جو چلتے پھرتے کھاتے پیتے بولتے اور سُنتے تھے۔ چونکہ وہ اللہ کی نافرمانی میں بہت آگے بڑھ چکے تھے کہ انہوں نے خود اپنے اوپر غفلت اور گمراہی کے اتنے پردے چڑھا لئے تھے کہ ان کا واپس آنا ممکن نہ رہا تھا۔ اس لئے یہ تمام امور ان کے لئے ثابت ہوگئے۔

پس اہلِ حق بھی یہی کہتے ہیں کہ ان خرابیوں کی بناء پر ان کافروں کو "الموتیٰ اور من فی القبور" سے بھی تعبیر فرمایا گیا ہے۔ نیز مُردوں کے سننے کی نفی کس طرح کی جاسکتی ہے جبکہ بے شمار احادیث سے یہ بات ثابت ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے:

"عن انس ان النبی ﷺ قال العبد اذا وضع فی قبرہ وتولّی وذھب اصحابه حتی انه یسمع قرع نعالھم ۔" (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۷۸)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بندہ جب قبر میں دفن کردیا جاتا ہے اور اسے چھوڑ کر اس کے ساتھی واپس آجاتے ہیں تو میت ان لوگوں کے قدموں کی چاپ کی آواز سنتی ہے۔

جمہور علماء نے اس حدیث کے متعلق یہی قول کیا کہ وہ میت لوٹ کے جانے والوں کی چاپ کی آواز سنتی ہے۔

یہاں فرشتوں کے جوتوں کی آواز مراد نہیں کیونکہ فرشتوں کے لئے قرآن وحدیث میں جوتوں کا ثبوت نہیں تو اس کی آواز سُننا کیونکر ممکن ہوگی۔

چونکہ مسلم شریف میں صاف ارشاد ہے۔ یہ انہیں لوگوں کی جوتوں کی آواز ہے جو دفنانے آئے تھے یعنی فرشتوں کے قدموں کی آواز نہیں۔ حدیث ملاحظہ ہو۔

قال رسول اللہ ﷺ ان المیت اذا وضع فی قبرہٖ انہ یسمع خفق نعالھم اذا انصرفوا ۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۷۰۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میت کو جب قبر میں دفنایا جاتا ہے تو میت ان کے قدموں کی چاپ کی آواز سنتی ہے جب وہ لوگ واپس جاتے ہیں۔

نوٹ: صرف چند بحثیں عرض کی گئی ہیں مزید فقیر کے رسائل پڑھیے اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف ''روحوں کی دنیا'' کا مطالعہ کیجئے۔ فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابو الصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان ۲۵ ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ

☆☆☆☆☆